SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633

Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 219-224

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Cite us here: تانیثیت اور مستقبل کا اردو ادبثمینہ ناز, & ڈاکٹر عاصمہ رانی. (2024).. *Shnakhat*, *3*(1), 219-224. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/258

تانیثیت اور مستقبل کا اردو ادب

ثمینہ ناز

ڈاکٹر عاصمہ رانی

وزیٹنگ لیکچرار گورنمنٹ صادق یونی ورسٹی بہاول پور

صدر شعبہ اردو گورنمنٹ صادق یونی ورسٹی بہاول پور

Abstract

Literature and arts are the means and interpreters of life. The literature of any period covers the trinity of man, universe and God, as well as religion, morals and society. Every era is filled with new trends, new thinking and ways of thinking. Urdu literature, the manifestation of Ganga-Jumna civilization, accepted the influence of local dialects, Arab, Turkish, Iranian and European literature. In the future, the socio-political conditions and literary trends of the world are taking on a new spirit. Among them are the events of 9/11, like the Second World War, and the changes taking place at the international level, which will further increase the sense of oppression and insecurity throughout the world in the future, and the powerful nations will begin to swallow up the weak nations. Due to the increase of wars and conflicts between countries and internal disturbances, the states will suffer from economic, industrial and agricultural reasons. Through this propaganda, the minds of the people will be enslaved instead of the countries. As a reaction to the state oppression. But with the birth of the movement of intellectual freedom and freedom of speech, an open rebellion against the authoritarian forces will begin. We can develop the idea that a woman is not only a physical need, nor is she inferior, lacking in understanding and ignorant, but above all, she is a human being who has emotions, feelings, thoughts and concerns.

Key words: The personification ،privilege guild ،social chaos ،Exploitative behavior

ادب اور فنون لطیفہ زندگی کے عکاس و ترجمان ہوتے ہیں۔ کسی بھی دور کا ادب انسان کائنات اور خدا کی تثلیث کے علاوہ مذہب اخلاق اور سماج کا احاطہ بھی کرتا ہے۔ ہر دور نئے رجحان، نئی سوچ اور طرز فکر کا غماز ہوتا ہے۔ گنگا جمنا تہذیب کے مظہر اردو ادب نے مقامی بولیوں عرب، ترک، ایران اور یورپی ادب کے اثرات قبول کیے۔ مستقبل میں دنیا کے سماجی، سیاسی حالات اور ادبی رجحانات نئے روح اختیار کر رہے ہیں۔ ان میں دوسری جنگ عظیم کی طرح نائن الیون کے واقعات اور بین الاقوامی سطح پر رونما ہونے والی تبدیلیاں ہیں جن سے مستقبل میں پوری دنیا میں جبر و دھونس اور عدم تحفظ کا احساس مزید بڑھے گا اور طاقتور اقوام کمزور قوموں کو نگلنے لگے گی۔

ملکوں کے بن مابین جنگ و جدل اور اندرونی خلفشار بڑھنے سے ریاستیں معاشی صنعتی اور زرعی لحاظ سے مزید بدحالی کا شکار ہوں گی۔ اس پروپگنڈے کے ذریعے ملکوں کی بجائے عوامی ذہنوں کو غلامی کا طوق پہنایا جائے گا۔ ریاستی جبر کے رد عمل کے طور پر ذہنی آزادی اور آزادی اظہار کی تحریک کے جنم لینے سے استبدادی قوتوں کے خلاف کھلم کھلا بغاوت شروع

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633

Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 219-224

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Cite us here: ناز ادبشمینہ اردو کا مستقبل اور تانیثیت, & ڈاکٹر عاصمہ رانی. (2024).. *Shnakhat*, *3*(1), 219-224. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/258

ہو جائے گی۔ تانیثی ادب کے ذریعے ہی ہم یہ سوچ پروان چڑھا سکتے ہیں کہ عورت صرف جسمانی ضرورت ہی نہیں اور نہ ہی کمتر کم فہم اور نادان ہے سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ ایک انسان ہے جذبات احساسات سوچ اور فکر رکھتی ہے۔ گھر بھر کی ذمہ داری بچوں کی تربیت اور پرورش صرف اس کا فرض ہی نہیں بلکہ مرد بھی برابر کا حصے دار ہے مرد کو بھی حاکمیت کا طلسم دان توڑتے ہوئے نئے انداز فکر اور فلسفہ حیات اپنانا پڑیں گے جس میں عورت اس کی ماتحت نہیں بلکہ شریک حیات اور ہم قدم ساتھی ہے۔

آج کی عورت باشعور بھی ہے اور حقوق آشنا بھی وہ محض جذباتیت کو زندگی کا اعزاز قرار نہیں دے رہی بلکہ زندگی اپنے تمام تر حقائق کے ساتھ اس کی روبرو ہے۔ وہ خودستائشی کی بھول بھلیوں میں الجھنے کی بجائے حقیقتوں کے تانے بانے بننے لگتی ہے یہی وجہ ہے کہ قلم کار عورت موجودہ دور میں پروان چڑھنے والے رجحانات و محرکات سے آگاہ ہو چکی ہے۔ حد سے تجاوز کرنے والی عورت اور حد سے بڑھنے والی عورت سے بہت سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اس لیے پڑھے لکھے اور باشعور طبقے کے افراد کو زبان و قلم کے ساتھ عورت کو احساس ذمہ داری اور فرائض کی طرف مائل کرنے کے لیے مرد کو ذمہ دار احساس بننا ہو گا۔

انہیں عزت و وقار شخصیانہ حیثیت اور عصمت کی حفاظت سے آگاہی و شعور بھی دلانا ہو گا۔ ورنہ جس تیزی سے گلوبل ویلج کی آڑ میں محروم اخلاق غیر انسانی پر تشدد ذہنیوں کی آبیاری کی جا رہی ہے اسے کنٹرول کرنا ناممکن ہو جائے گا۔ ہمارا دانشور طبقہ بھی بعض اوقات عدم توازن کا شکار ہو جاتا ہے۔

ادب میں جہاں عورتوں کو درپیش مشکلات کی نشاندہی کا تعلق ہے تو انہیں تانیثی شعور کے حامل نثر نگاروں شعراء اور شاعرات نے بھی بڑی کامیابی سے اس کی عکاسی کی ہے۔ ان مسائل کے بہتر حل کی تلاش کا عمل بھی جاری ہے۔ پہلے مرحلے میں مسائل کو منظر عام پر لا کر عوامی سطح پر آگاہی دی جائے۔ یقیناً مستقبل میں لکھے جانے والے ادب میں ان کے مسائل کا حل مزید بہتر صورت میں سامنے آئے گا تاکہ استحصال سے پاک معاشرہ تشکیل دیا جا سکے بصورت دیگر موجودہ دور میں استحصالی رویوں سے خائف عورت نفسیاتی طور پر اپنی حیثیت کو قائم رکھنے کی بجائے اپنا وقار داؤ پر لگا کر خانگی نظام کی تباہی کا سبب بن جائے گی اور بے جا آزادی اور اخلاقی اقدار سے لاتعلقی کار جہان بے راہ روی کے فروغ کا سبب بن جائے گا۔ آزادانہ طور پر اگر ہم دیکھیں تو موجودہ دور کی عورت کے مسائل سابقہ ادوار سے بالکل مختلف ہیں لہذا ایک ایسا طریقہ کار اور لائحہ عمل ضروری ہو جائے گا جس سے اعلی تعلیم یافتہ ملازمت پیشہ اور گھریلو عورت کی عزت نفس و تکریم ذات کا تحفظ ممکن ہو سکے۔ امین احمد اصلاحی بیان کرتے ہیں۔

یہ سلطنت عورت کو بلا کسی مطالبہ اور بغیر کسی کشمکش کے حاصل ہو سکتی ہے اب غور کیجیے کہ
عورت اگر اس سلطنت کو چھوڑ کر معاشی اور سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے کے لیے باہر نکلتی ہے تو
وہ اس کے بدلے میں کیا حاصل کرتی ہے زیادہ سے زیادہ کسی کارخانہ یا دفتر کے اندر ایک
ملازمت جو حکومت کے اندر ایک کرسی جس کا بڑے سے بڑا فائدہ یہ ہو سکتا ہے کہ
عورت کو معاشی خود مختیاری حاصل ہو جائے کیا یہ معاشی خود مختاری ایسی چیز ہے جس
کے لیے عورت اپنے گھر کی مملکت کو خیر آباد کہہ دے۔"(1)

گر ہمارے آج کے ادیبوں نے اپنے فرائض ٹھیک طور پر انجام نہ دیے بے سمت اور انتشار کی شکار نسل تباہیوں کے دہانوں پر جا پہنچے گی۔ ادب پاروں کو تعصب سے پاک ہونا پڑے گا یہ تخصیص بتانا پڑے گی۔ اپنی حیثیت سماجی اقدار مرد اور عورت کے بارے میں متوازن نقطہ نظر اختیار کرتے ہوئے اجتہادی ضابطہ حیات اپنانا پڑے گا۔

عورت کی سیاسی سماجی اور معاشرتی اور معاشی حالت کی بیداری کے لیے قبائلی نیم قبائلی اور جاگیردارانہ نظام کا خاتمہ کرنا ہو گا۔ عابد حسن منٹو کا موقف یہ ہے کہ

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633
Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 219-224
Publishers: Nobel Institute for New Generation
Cite us here: ڈاکٹر عاصمہ رانی & ,تانیثیت اور مستقبل کا اردو ادبثمینہ ناز. (2024).. *Shnakhat*, *3*(1), 219-224. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/258

خواتین شعرا نے ان رویوں، رواجوں اور قوانین سے پیدا ہونے والے ظلم پر مبنی
معاشرے کے خلاف اواز بھی اٹھائی ہے اور سماج کو ایک مختلف سوچ اور نفسیات کو سمجھنے
اور انسانی رشتوں کے نئے تناظر سے روشناس بھی کرایا ہے وہ باتیں جو پہلے عموما مرد ہی کی
نظر سے دیکھی اور اس کی آواز سے سنی جاتی تھی اب ایک دوسرے انداز میں عورت
کے منہ سے سنی اور دیکھی جا رہی ہیں۔"(2)

عورت کے خلاف بڑھتے ہوئے سماجی استحصال اور ان کے پیش نظر قوانین پر نظر ثانی اور ان کا اطلاق نہایت ضروری ہو جائے گا تا کہ یہ دھوکے کی شادی ن، کاح ثان، ی جہیز، طلاق ، بچوں کی تحویل اور نان و نفقہ کے مسائل کے علاوہ خانگی تشدد کی مختلف صورتوں کو حراساں کیا جانے جائیداد سے محروم کیے جانے پر قانون سازی کر کے عمل درآمد کرنا پڑے گا۔ تا کہ ان پر قابو پایا جاسکے اور سماج کے اس کچلے ہوئے کمزور طبقے کو بھی جینے کا حق میسر آئے بقول بادشاہ منیر بخاری

آزادی کے بعد جو معاشرہ وجود میں آیا اس میں عورت کو کن مختلف حالات سے گزرنا پڑا
اور اس کے مسائل میں بھی تبدیلی آئی آزادی اور حقوق نسواں کا مفہوم بدلا ہے اب
عورت نے بنیادی حقوق حاصل کر لیے ہیں مگر ان حقوق کو حاصل کر کے جب
وہ ترقی کی اگلی منزل کی طرف گامزن ہوتی ہے تو اس کو بدلتے معاشرے اور بدلتے دور
میں دوسری نوعیت کے مسائل درپیش ہوتے ہیں مثلا مرد کے ساتھ کام کرنے کے مسائل
آزاد تعلیم یافتہ خود مختیار عورت کے گھریلو مسائل، صدیوں سے عورت کو کمتر حیثیت
تصور کرنا، مرد عورت کا ٹکراؤ،، مردوں کی نفسیاتی گتھیاں جذباتی طور پر مردوں
کا ان کو بلیک میل کرنا، آزادی کے نام پر ان کا استحصال کرنا جیسے مسائل سامنے آئے ہیں۔"

(3)

عورت کے بارے میں ناول نگاروں کے ہاں نئے تصورات بن رہے ہیں۔ یہ بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ تانیثیت کے ادب پر اثرات مثبت قدروں کے فروغ اور سماجی انقلاب کا باعث ہوں گے۔

مستقبل قریب میں اگر مرد عورت نے خود احتسابی کا عمل جاری نہ رکھا تو وقت کی کٹہرے میں دونوں سماجی انتشار کا سبب ٹھہرائے جائیں گے۔ آزادی اظہار اور سنے جانے کی شدید ترین خواہش کا کیتھارسس خواتین نثر نگاروں اور شاعرات کے ہاں بکثرت موجود ہے کشور ناہید کا اس سلسلے میں کہنا ہے۔

ساری خواتین افسانہ نگاروں میں (Monologue) کی فضا جاری رہتی ہے
کہانی میں کہیں بھی ڈائیلاگ کی نوبت نہیں آتی کہ زندگی میں بھی اصل یہیں منظر ہے
ماں باپ بہن بھائی میاں بیوی کسی کے درمیان ڈائیلاگ نہیں ہے محلوں میں

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633

Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 219-224

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Cite us here: ڈاکٹر عاصمہ رانی &, تانیثیت اور مستقبل کا اردو ادبثمینہ ناز. (2024).. *Shnakhat*, *3*(1), 219-224. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/258

اصطبلوں کی طرح بھری عورتوں اور مسجدوں میں سب لذتوں سے محروم مولویوں کو جن

غیر فطری عادتوں کا شکار کرتا ہے ان میں ایک معصوم مگر لڑکی کی تعلیم کے آغاز سے اب تک

متوسط طبقے کی لڑکیوں اور استانیوں کے درمیان چنگاریوں کے سے رشتے کو بھی

عورت ہی نے موضوع سخن بنایا۔"

(4)

خواتین کی نوکریوں نے فرائض کا انبوعظیم ان پر لاد دیا ہے جبکہ حقوق دب کر رہ گئی ہیں اور آج کا مرد اپنے حصے کا بوجھ بھی عورت کے کندھوں پر ڈال کر بے فکری اور لاپرواہی کا شکار ہو گیا ہے اور احساس ذمہ داری کنبے کا تحفظ اور بیکار کی کاوشیں جو مرد ان کی دلیل تھیں ان پر قابو پانے سے ہی وہ عورت کی نظر میں اپنا کھویا ہوا وقار بلند کر سکتا ہے۔

عورت کو کمانے کا حق تو مل گیا ہے لیکن اپنی مرضی سے خرچ کرنے کا اختیار آج بھی نہیں ہے اور یہ اختیار اسے دینا ہو گا۔

اب ہمارا کام ہے کہ ہم اپنے سے پہلے گزرنے والی عورتوں کی تخلیقی ہنر مندیوں کو دریافت کریں

اور مرد کے لیے ادب کا اور تاریخ کا ایک سچا نصاب مرتب کریں جو اس کے ذہن سے

عورت کے بارے میں تحفظات بے جا برتری غاصبانہ رویوں کے جالے صاف کر سکے اور ایک

روشن خیال اور آزاد عورت کے لیے مساوات پر ایمان رکھنے والے روشن دماغ

مرد سے خوبصورت ساتھی اور کون ہو سکتا ہے۔؟"

(5)

عورت کیا ہے؟ اس کے قدرتی فرائض کیا ہیں؟ کیا مرد عورت برابر ہیں عورت عملی زندگی میں مردوں کے ساتھ شریک ہو سکتی ہے؟ کیا پردہ غلامی ہے؟ مسلمان عورت کی تعلیم کا احسن طریقہ کیا ہے؟ ابوالکلام آزاد نے مدلل گفتگو کرتے ہوئے اپنے مقدمے میں لکھا ہے۔

آج علم تشریح اور فزیالوجی کی تحقیقات نے ثابت کر دیا ہے کہ مرد اور عورت

دماغی قوتوں میں بالکل برابر ہیں اور ثبوت کے ساتھ انہیں عام آزادی بھی

دے دی گئی ہے اس کا نتیجہ یہ ہے کہ یورپ میں کوئی ایسا کام نہیں ہے جسے

مردوں کی طرح مغربی عورتیں انجام نہ دیتی ہوں ڈاکٹر عورتیں ہیں

پروفیسر عورتیں ہیں لیکچرار عورتیں ہیں غرض یہ کہ ہر میدان میں

عورتیں مردوں کے برابر ترقی کر رہی ہیں۔"

(6)

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633

Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 219-224

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Cite us here: ڈاکٹر عاصمہ رانی & تانیثیت اور مستقبل کا اردو ادبشمینہ ناز. (2024).. *Shnakhat*, *3*(1), 219-224. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/258

ادب کے ذریعے ہم یہ سوچ پروان چڑھا سکتے ہیں کہ عورت کمتر، کم فہم اور نادان نہیں ہے بلکہ جذبات اور احساسات سوچ اور فکر رکھتی ہے گھر بھر کی ذمہ داری بچوں کی تربیت صرف اس کا فرض نہیں بلکہ دونوں کے حقوق و فرائض یکساں ہیں۔

جتنا یہ رشتہ مضبوط اور گہرا ہو گا اتنی ہی اولاد کی تعلیم و تربیت بہتر انداز سے ہو سکے گی۔ اسی طرح سے ادا جعفری اس حوالے سے بیان کرتی ہیں۔

میرا خیال ہے کہ اس سمت میں پیش رفت خود خواتین ہی کریں گی عورتیں

جو ادب تخلیق کریں گی ان میں مکمل عورت یعنی اپنی تمام انسانی خوبیوں اور

خامیوں سمیت نظر آسکتی ہے جس طرح ادب عالیہ میں انسان مرد ہی ہوتا ہے

لیکن شرط یہ ہے کہ وہ واقعی اچھا ادب ہو صرف پروپگنڈا نہ ہو اسی طرح

عورتیں یہ ادب تخلیق کریں تو غلط نہ ہو گا۔"

(7)

اس لیے خانگی قوانین کا اجرا ہونا ضروری ہے گھریلو تشدد کا قانون بھی ہراساں کیے جانے کے قانون کی طرح حکومتی سطح پر لاگو ہونا چاہیے جہاد بالقلم اور جہاد بلزبان اس سلسلے میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ ادب کو محض جذبات کی بجائے نسلوں کے تحفظ کا امین ہونا چاہیے۔ آج کی نوجوان نسل کے سماجی بغاوت پر آمادہ ہے اور بہت سی نفسیاتی الجھنوں کی شکار ہے ان میں انتشار اور بے راہ روی کی میاں بیوی کی رشتے کی مضبوطی اور پائیداری پر مبنی ہے۔ شادی شدہ جوڑوں میں اختلافات کی وجہ بیان کرتے ہوئے نازیہ بٹ لکھتی ہیں۔

مرد اکثر عورت کی شخصیت کو نظر انداز کرتے ہوئے اس کے لیے کچھ نہیں کرتے ہیں

اگر وہ اس کی خدمات کو اس طرح فراموش کر دے گا تب عورت کا رویہ اس کی جانب

انتہائی منفی ہو جائے گا ایسا اکثر جوڑوں کے ساتھ ہوتا ہے پھر مرد کا عورت کے لیے

کچھ نہ کچھ کرنے کا جذبہ ختم جائے گا وہ ایک سست ترین انسان بن جائے گا۔"

(8)

صنفی امتیاز کے خاتمے کے لیے ادب اور تعلیمی اداروں کے نصابات کے ذریعے مرد و عورت کے عزت و وقار کا تحفظ اور جبری رویوں کی مذمت کرتے ہوئے ایسے جو راستوں کو بے نقاب کرنا ہو گا جو انہیں سماجی اخلاقی اور مذہبی سطح پر ذلیل اور رسوا کرنے کا باعث بنتے ہیں۔

اس ضمن میں مختلف مباحثوں، تقریری مقابلوں، مضمون نویسی، مشاعروں اور دیگر ہم نصابی سرگرمیوں کے ذریعے بھی لڑکے لڑکیوں کو ایک دوسرے کو بحیثیت انسان تسلیم کرنے کی تعلیم دی

جائے۔ اس طرح مستقبل کا ادب ایک ایسا شعوری کاوش بن جائے گا جس سے امتیازی رویوں میں تبدیلی کے علاوہ حقوق و فرائض سے آگاہی پیدا ہو گی۔ خصوصاً عورت اس ضمن میں اساسی کردار ادا کر سکے گی کیونکہ عورت کی بیداری صرف اس کی ذات سے ہی وابستہ نہیں بلکہ پورے نسل پر اثر انداز ہوتی ہے۔

SHNAKHAT E(ISSN) 2709-7641, P(ISSN) 2709-7633

Vol:3, ISSUE:1 (2024) PAGE NO: 219-224

Publishers: Nobel Institute for New Generation

Cite us here: ڈاکٹر عاصمہ رانی & ,تانیثیت اور مستقبل کا اردو ادبثمینہ ناز. (2024).. *Shnakhat*, *3*(1), 219-224. Retrieved from https://shnakhat.com/index.php/shnakhat/article/view/258

مورخین، تاریخ نویس اور تذکرہ نگار مجبور ہو گئے ہیں کہ اب جو تدریسی سرمایہ منظر عام پر آئے گا اس میں عورت کا ذکر نہ گزیر ہو جائے گا عورت کا تذکرہ جہاں آٹے میں نمک کے برابر تھا اب اپنا مقام پانے کامیاب ہو جائے گا۔

ماضی میں لکھا گیا ابتدائی گھریلو اور خانگی ادب مستقبل میں تانیثی حقیقت نگاری کے ذریعے تانیثی طرز فکر کا عکاسی بن جائے گا۔ تانیثی نظریات کے حامل افراد کے لیے سماجی چہرہ دستیوں کو بے نقاب کرنے کے علاوہ مسائل کے حل کی طرف قدم اٹھانا نا گزیر ہو جائے گا۔

یہاں ایک سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ آیا صنفی امتیازی سلوک اور استحصالی رویوں کے خاتمے پر حقوق نسواں کی تحریک اپنی افادیت کھو دے گی۔ یقیناً جب کوئی تحریک اپنے مقاصد پا لیتی ہے تو اس میں پہلے جیسا جوش و خروش نہیں رہتا بلکہ رفتہ رفتہ کمی واقع ہونے لگتی ہے۔

لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ قوانین بقا کی طرح کوئی بھی تحریک کے رجحان یکسر ختم نہیں ہوتے بلکہ ایک شکل سے دوشکل میں تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ مستقبل میں مرد و عورت کے مابین کمتر و برتر غاصبانہ رویوں کے برعکس دونوں کے یکساں حقوق کو تسلیم کرنے سے ہی ایک صحت مند معاشرے کی تشکیل ممکن ہو سکے گی۔

حوالہ جات

1۔امین احسن اصلاحی، "اسلامی معاشرے میں عورت کا مقام"، لاہور، فاران فاؤنڈیشن، 1996ء ص200

2۔ شبنم شکیل، خالدہ حسین، "خواتین کی شاعری میں عورتوں کے مسائل کی تصویر کشی" مرتبہ، اسلام آباد وزارت ترقی خواتین، 2005ء ص251

3۔ایضاً ص313

4۔کشور ناہید"، خواتین لکھنے والیوں کے توسط سے"، استعارے کی تفہیم مشمولہ، خواتین افسانہ نگار، مرتبہ لاہور، رسنگ میل پبلیشرز، س ن ص 8

5۔زاہدہ حنا، "اردو ادب اور پدر سری معاشرہ"، مشمولہ، عورت زندگی کا زنداں، کراچی، شہزاد سنز، س ن، ص181

6۔ابوالکلام آزاد، "مسلمان عورت" (مقدمہ) لاہور، مکتبہ جمالیات، 2006ء

7۔ فہمیدہ ریاض، "ادب کی نسائی رد تشکیل" غلطی ہائے مضامین، کراچی، وعدہ کتاب گھر، س ن، ص11

8۔نازیہ بٹ، "ع عورت م مرد"، مترجمہ لاہور نگارشات، 2004ء، ص227